بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ   نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ   وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ کا ترجمان

ماہنامہ انٹرنیٹ گزٹ

المنار

جلد نمبر : 3   نومبر 2013ء   شمارہ نمبر : 11

ایڈیٹر : مقصود الحق

نائب ایڈیٹر: مبارک احمد صدیقی   مینیجر : سید نصیر احمد

المنار ہر ماہ باقاعدگی سے جماعت احمدیہ کی مرکزی ویب سائٹ alislam.org پر upload کر دیا جاتا ہے۔آپ گزشتہ شمارے دیکھنا چاہیں تو Periodicals کے حصّہ میں جا کر ان کا مطالعہ کر سکتے ہیں۔ المنار کو ہمیشہ آپ کی آراء کا انتظار رہتا ہے۔(ادارہ)

تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ
53, Melrose Road, London, SW18 1LX
فون:020 8877 5510 فیکس:020 8877 9987
ای میل:ticassociation@gmail.com

قال اللہ تعالیٰ

قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ وَیَغۡفِرۡ لَکُمۡ ذُنُوۡبَکُمۡ ؕ وَاللّٰہُ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ○

تو کہہ دے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تم سے محبّت کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بہت بخشنے والا بار بار رحم کرنے والا ہے۔

(سورۃ آل عمران، آیت 32)

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

خواہ اچھا لگے یا برا ہر مسلمان پر بات سننا اور ماننا لازم ہے سوائے اس کے کہ معصیّت کا حکم دیا جائے۔ پس اگر معصیّت کا حکم ہو تو سننا اور اطاعت کرنا لازم نہیں۔

(حدیث بخاری از چالیس جواہر پارے)

کلام الامام

اطاعت کوئی چھوٹی سی بات نہیں اور سہل امر نہیں یہ بھی ایک موت ہوتی ہے جیسے ایک زندہ آدمی کی کھال اتاری جائے ویسی ہی اطاعت ہے۔

(ملفوظات جلد 4 حاشیہ صفحہ 74)

خطبات امام کی اہمیت

۞ **اس نعمت کا شکر کرو:** حضرت خلیفۃ المسیح الاول ؓ فرماتے ہیں:

''چاہئے کہ تمہاری حالت اپنے امام کے ہاتھ میں ایسی ہو جیسے میّت غسال کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔تمہارے تمام ارادے اور خواہشیں مردہ ہوں اور تم اپنے آپ کو امام کے ساتھ ایسا وابستہ کرو جیسے گاڑیاں انجن کے ساتھ اور پھر ہر روز دیکھو کہ ظلمت سے نکلتے ہو یا نہیں...... تیرہ سو برس کے بعد یہ زمانہ ملا ہے اور آئندہ یہ زمانہ قیامت تک نہیں آ سکتا۔پس اس نعمت کا شکر کرو کیونکہ شکر کرنے پر ازدیادِ نعمت ہوتا ہے۔لَئِنۡ شَکَرۡتُمۡ لَاَزِیۡدَنَّکُمۡ'' (ابراہیم:8)   (خطبات نور صفحہ 131)

۞ **جماعت کا ہر فرد پہلے شاگرد ہے پھر اُستاد:** سیدنا حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

''ہر خطبہ جو میں پڑھتا ہوں، ہر تقریر جو میں کرتا ہوں اور ہر تحریر جو میں لکھتا ہوں اُسے ہر احمدی اس نظر سے دیکھے کہ وہ ایک ایسا طالب علم ہے جسے ان باتوں کو یاد کر کے ان کا امتحان دینا ہے اور ان میں جو عمل کرنے کیلئے ہیں ان کا عملی امتحان اس کے ذمہ ہے...... پھر جب پڑھ چکے تو سمجھے کہ اب میں استاد ہوں اور دوسروں کو سکھلانا میرا فرض ہے۔''

(خطبات شوریٰ جلد 2 صفحہ 21)

خدا تعالیٰ کی رضا اور اس کی محبت: سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:

''مختلف طبیعتیں ہیں، مختلف تربیتی دوروں میں سے انسان گزرتا ہے اور خلیفہ وقت اور امام وقت کا یہ کام ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جماعت کو تربیت کے مقامات میں درجہ بہ درجہ آگے ہی آگے لئے جاتا چلا جائے تا کہ وہ خدا تعالیٰ کی رضا کو زیادہ سے زیادہ حاصل کرنے والی ہو اور اللہ تعالیٰ کی محبت انہیں بہت زیادہ مل جائے۔''(خطبات ناصر جلد 2 صفحہ 133)

۞ **خلیفۂ وقت کی زبان کا غیر معمولی اثر:** حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

''خلافت کی برکات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بعض دفعہ بظاہر نصیحت عمل نہیں کر رہی ہوتی لیکن جب خلیفۂ وقت کی زبان سے وہی نصیحت نکلتی ہے تو اس میں اللہ تعالیٰ غیر معمولی اثر پیدا کر دیتا ہے۔''(خطبات طاہر جلد 2 صفحہ 2)

۞ **سمعنا و اطعنا:** سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''عمومی طور پر ہر بات جو اس زمانے میں اپنے اپنے وقت میں خلفاء وقت کہتے رہے ہیں، جو خلیفۂ وقت آپ کے سامنے پیش کرتا ہے، جو تربیتی امور آپ کے سامنے رکھے جاتے ہیں ان سب کی اطاعت کرنا اور خلیفۂ وقت کی ہر بات کو ماننا یہ اصل میں اطاعت ہے۔''   (خطبہ جمعہ 9 جون 2006ء از خطبات مسرور جلد 4 صفحہ 288)

قرآن شریف پڑھنے کا طریق

’’بعض مسلمان بزرگ باوجود اس کے کہ ان کو قرآن شریف حفظ ہوتا تھا وہ قرآن شریف کو کھول کر اسے آنکھوں سے دیکھتے تھے، زبان سے پڑھتے تھے اور ساتھ ساتھ انگلی چلاتے جاتے تھے۔ کسی ایسے ہی بزرگ سے جب کسی نے پوچھا کہ یہ کیا حرکت ہے؟ جب آپ کو قرآن شریف حفظ ہے تو پھر قرآن شریف دیکھ کر کیوں پڑھتے ہیں اور اگر قرآن شریف دیکھ کر پڑھتے ہی ہیں تو ساتھ ساتھ منہ سے کیوں دُہراتے جاتے ہیں اور پھر اس کے ساتھ انگلی ہلاتے جانے کی کیا ضرورت ہے؟ انہوں نے جواباً کہا کہ میاں خدا تعالیٰ کے سامنے ہر چیز کا جائزہ ہوگا۔ اگر میں نے حافظہ کے ذریعہ پڑھا تو صرف دماغ عبادت گزار ہوگا، جب خدا تعالیٰ نے مجھے آنکھیں دی ہیں تو یہ عبادت گزار کیوں نہ ہوں اور زبان دی ہے تو وہ عبادت گزار کیوں نہ ہو اس لئے قرآن شریف دیکھ کر پڑھتا ہوں اور زبان سے دہراتا جاتا ہوں اور ساتھ ساتھ انگلی بھی رکھتا چلا جاتا ہوں تا کہ انگلی بھی عبادت گزار ہو جائے۔

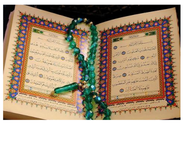

تو جتنی حِسیں زیادہ کام کرتی چلی جاتی ہیں ثواب بھی بڑھتا چلا جاتا ہے۔‘‘

(تحریر حضرت مصلحِ موعودؓ، از انوار العلوم جلد 18 صفحہ 136)

منہ مانگا نشان مِل گیا

’’قادیان میں جن دنوں آریہ سماج نے پہلا جلسہ کیا تو اس وقت میرے ایک دوست دیودت نے کہا کہ اگر آپ قادیان چلیں تو میں بھی آپ کے ساتھ وہاں جاؤنگا۔ چنانچہ میں تیار ہو گیا اور ہم دونوں قادیان پہنچے ...... اس جلسہ میں ایک آریہ لیکچرار لکھنؤ کی طرف سے آیا ہوا تھا۔ وہ جب لیکچر دینے کے لئے کھڑا ہوا تو اسلام پر اس نے بہت گندے اعتراضات کرنے شروع کئے اور متکبرانہ لہجہ میں کہا کہ اگر مرزا صاحب میں کوئی طاقت ہے تو میں جو اس زور شور سے بول رہا ہوں وہ میری زبان بند کر دیں۔ چنانچہ چند ہی منٹ گزرے تھے کہ اس کے دل پر خوف سا طاری ہوا اور وہ خاموش ہو گیا۔ اس پر آریہ لوگ اسے وہاں سے باہر لے گئے اس کے بعد اسکی حالت یہاں تک خراب ہوگئی کہ علاج کے لئے بٹالہ لیجانا پڑا۔ میرا ہندو دوست بھی اس کے ساتھ بٹالہ آ گیا میں نے جب آریہ سماج سے اس کے متعلق دریافت کیا اور مجھے معلوم ہوا کہ وہ بٹالہ آ گیا ہے تو میں بھی بٹالہ پہنچا۔ جب آریہ سماج سے جا کر اس کے متعلق دریافت کیا اور اسکی جگہ پر جا کر اس کو ملا تو معلوم ہوا کہ آریہ پنڈت کی حالت بہت خراب ہے۔ میرے دوست نے مجھے کہا کہ چونکہ حالت اچھی نہیں ہے اور آریہ لوگوں میں ایک جوش ہے اس لئے آپ کا یہاں پر ٹھہرنا مناسب نہیں ہے......‘‘

(روایت حضرت میاں عبدالرشید صاحبؓ رجسٹر روایات نمبر ١١، صفحہ ٣٠ تا ٣٦)

تحریک جدید ایک عظیم الشان تحریک ہے جس نے 31 اکتوبر 2013 کو اپنا 79 واں سال مکمل کیا ہے۔ بانیٔ تحریک حضرت المصلحِ موعودؓ نے فرمایا تھا تحریک جدید احیائے اسلام کا دوسرا نام ہے، جس کا مقصد یہ ہے کہ اسلام کی تبلیغ دنیا کے کونے کونے میں پھیل جائے اور اسلام پوری شان کے ساتھ ساری دنیا میں غالب آ جائے۔

تحریک جدید روشنی کا وہ مینار بن کر ابھری ہے جس سے اکنافِ عالم منوّر ہو رہے ہیں۔ آج جماعت احمدیہ جس مقام پر ہے تحریک جدید اس کا ایک اہم ستون ہے اور خدا کے فضل سے آج دنیا کی بڑی بڑی قوتوں اور حکومتوں کے بلند و بالا محلات اپنی روحانی پیاس بجھانے کیلئے امام جماعت احمدیہ سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی جانب دیکھ رہے ہیں۔

یقیناً وہ دن اب دُور نہیں جب ان سب روحانی پیاسوں کی پیاس بجھے گی، روحانی مُردے زندہ اور اندھے بیناء کئے جائیں گے اور وہ دن اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی فتح اور غلبہ کا دن ہوگا۔ خدا کرے کہ تحریک جدید کا نیا سال پہلے سے بڑھ کر مبارک اور پہلے سے بڑھ کر خوشیاں لانے والا ہو اور جب تک ہر احمدی اور احمدیت سے دلچسپی رکھنے والا اس مبارک اور عظیم الشان تحریک میں شامل نہ ہو جائے ہماری روح بے چین رہے۔

(محمد مسیح الدین شاہد، جرمنی)

المنار نیوز لائن

☆ محترمہ صاحبزادی امۃ الرشید بیگم صاحبہ (اہلیہ محترم میاں عبدالرحیم احمد صاحب مرحوم) 20 ستمبر 2013 کو بعمر 95 سال امریکہ میں وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پوتی، حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی نواسی، حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی بیٹی اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی خالہ تھیں۔ 27 ستمبر کو بہشتی مقبرہ ربوہ کی اندرونی چاردیواری میں آپ کی تدفین عمل میں آئی۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ علیّین میں جگہ دے۔ آمین۔

☆ محترمہ صاحبزادی امۃ المتین بیگم صاحبہ (اہلیہ محترم سیّد میر محمود احمد ناصر صاحب) 14 اکتوبر 2013 کو بعمر 77 سال ربوہ میں وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پوتی، حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی بیٹی اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی خالہ تھیں۔ آپ کی تدفین بھی بہشتی مقبرہ ربوہ کی اندرونی چاردیواری میں عمل میں آئی۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں اپنے پیاروں میں جگہ دے۔ آمین۔

☆ محترم میاں عبدالسمیع عمر صاحب 22 اکتوبر 2013 کو انگلستان میں بعمر 69 سال وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کے پوتے تھے۔ مجلس انصار اللہ یو کے کے قائد تربیّت کے طور پر خدمت بجا لا رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور آپ کے درجات بلند فرمائے۔ آمین۔ حضور انور نے الگ الگ مواقع پر تینوں کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

(مرحومین کے حالات زندگی کی تفصیل روزنامہ الفضل ربوہ میں ملاحظہ کی جا سکتی ہے)

آپ کا حصّہ کتنا ہے؟

۞ حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تعلیم الاسلام کالج کے سابق طلبہ کو مختلف مواقع پر ارشاد فرمایا ہے کہ انہیں تعلیم الاسلام کالج کے سابق طلبہ ہونے کے حوالہ سے پاکستان کے مستحق اور نادار طلبہ کی امداد کے لئے دل کھول کر مالی امداد کرنی چاہئے۔ ہمارے یہ بھائی ایسے طالب علم ہیں جن پر علم کے راستے بند کئے جا رہے ہیں اور لیاقت کے باوجود انہیں اعلیٰ تعلیم سے محروم کرنے کی مذموم کوشش کی جا رہی ہے۔ پس ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنے محبوب امام کی آواز پر لبیّک کہتے ہوئے طلباء کے امدادی فنڈ میں اللہ تعالیٰ کے شکرانہ اور طلبہ کی ہمدردی کے جذبہ سے دل کھول کر مالی معاونت کریں۔ رسالہ المنار کے صفحہ اوّل پر درج پتہ پر اپنا چیک بنام TIC Old Students Association بنا کر فوری طور پر بھجوا دیں۔ نیکی کا موقع ہاتھ سے نہ جانے دیں۔

۞ یہ بات آپ کے لئے باعثِ مسرّت ہوگی کہ تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ نے مجموعی طور پر 8 لاکھ (سال 2011 میں 2 لاکھ، سال 2012 میں 4 لاکھ اور امسال ابتک 2 لاکھ) روپے کے برابر رقم طلباء کے اس امدادی فنڈ کے لئے حضور انور کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت پائی ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

اس سلسلہ میں ایسوسی ایشن کے ہر ممبر کے لئے سب سے اہم سوال یہ ہے کہ کیا آپ نے اس نیک کام میں حصّہ لیا ہے؟ اگر لیا ہے تو آپ کا حصّہ کتنا ہے؟

از راہ کرم اس طرف توجہ دیں اور نیکی کے کام میں دیر نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(عطاء المجیب راشدؔ، صدر تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ)

انتخابِ سخن

کوئی مذہب ہے سسکتی ہوئی رُوحوں کا نہ رنگ
ہر ستم دِیدہ کو انسان ہی پایا ہم نے
بن کے اپنا ہی لپٹ جاتا ہے روتے روتے
غیر کا دُکھ بھی جو سینے سے لگایا ہم نے

☆☆

کوئی قشقہ ہے دُکھوں کا، نہ عمامہ، نہ صلیب
کوئی ہندو ہے، نہ مسلم ہے، نہ عیسائی ہے
ہر ستم گر کو ہو اے کاش یہ عرفان نصیب
ظلم جس پر بھی ہو ہر دِین کی رُسوائی ہے

☆☆

اُس رحمتِ عالم ابرِ کرم کے یہ کیسے متوالے ہیں
وہ آگ بُجھانے آیا تھا یہ آگ لگانے والے ہیں
وہ والی تھا مسکینوں کا، بیواؤں اور یتیموں کا
یہ ماؤں بہنوں کے سر کی چادر کو جلانے والے ہیں
وہ جُودو سخا کا شہزادہ تھا، بُھوک مِٹانے آیا تھا
یہ بُھوکوں کے ہاتھ کی روٹی چھین کے کھانے والے ہیں
یہ زر کے پُجاری بیچنے والے ہیں دِین و ایمانِ وطن
اے دیس سے آنے والے بتا کس حال میں ہیں یارانِ وطن

☆☆

معابد سے مِٹا کر کلمۂ توحید آئے دن
شریروں کو عباداللہ کا دِل برمانا آتا ہے
یہ کیا انداز ہیں کیسے چلن ہیں کیسی رسمیں ہیں
انہیں تو ہر طریق نا مسلمانانہ آتا ہے

☆☆

ظالم مت بُھولیں بالآخر مظلوم کی باری آئے گی
مکّاروں پر مکّر کی ہر بازی اُلٹائی جائے گی
پتھر کی لکیر ہے یہ تقدیر، مِٹا دیکھو گر ہمّت ہے
یا ظلم مِٹے گا دھرتی سے یا دھرتی خود مِٹ جائے گی
ہر مکّر اُنہی پر اُلٹے گا، ہر بات مخالف جائے گی
بالآخر میرے مولا کی تقدیر ہی غالب آئے گی
جیتیں گے ملائک، خائب و خاسر ہوگا ہر شیطانِ وطن
اے دیس سے آنے والے بتا کس حال میں ہیں یارانِ وطن

☆☆

اِک روز تمہارے سِینوں پر بھی وقت چلائے گا آرا
ٹُوٹیں گے مان تکبّر کے بکھریں گے بدن پارہ پارہ
مظلوموں کی آہوں کا دُھواں ظالم کے اُفق کجلادے گا
نمرود جلائے جائیں گے دیکھے گا فلک یہ نظارہ
کیا حال تمہارا ہوگا جب شدّاد ملائک آئیں گے
سب ٹھاٹھ دھرے رہ جائیں گے جب لاد چلے گا بنجارا
ظالم ہوں گے رُسوائے جہاں، مظلوم بنیں گے آنِ وطن
اے دیس سے آنے والے بتا کس حال میں ہیں یارانِ وطن

(از مجموعۂ کلام حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ)

قابلِ تقلید اوصاف

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ازالہ اوہام میں فرماتے ہیں:

’’حِبی فی اللہ منشی ظفر احمد صاحب یہ جوان صالح، کم گو اور خلوص سے بھرا دقیق الفہم آدمی ہے۔ استقامت کے آثار و انوار اس میں ظاہر ہیں، وفا داری کی علامات و امارات اس میں پیدا ہیں۔ ثابت شدہ صداقتوں کو خوب سمجھتا ہے اور ان سے لذت اٹھاتا ہے۔ اللہ اور رسول سے سچی محبت رکھتا ہے اور ادب جس پر تمام مدار حصول فیض ہے اور حسن ظن جو اس راہ کا مرکب ہے دونوں سیرتیں ان میں پائی جاتی ہیں۔‘‘

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا ایک تاکیدی ارشاد

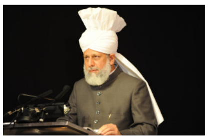

’’نمازوں کے اوقات میں جیسا کہ خدا تعالیٰ کا حکم ہے پوری توجہ نمازوں کی طرف رکھو۔ تمہارے کام یا تمہارے دوسرے عذر تمہیں نمازیں پڑھنے سے نہ روکیں۔ کام کی خاطر نماز کو نہ چھوڑو بلکہ نماز کی خاطر کام کو چھوڑو۔ ورنہ یہ بھی ایک مخفی شرک ہے۔‘‘ (خطبہ جمعہ 29 اپریل 2005)

کشفاً امتحانی پرچہ دیکھ لیا!

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ جو ایک لمبا عرصہ تعلیم الاسلام کالج کے پرنسپل رہے، آپ کی زندگی کا ایک حسین گوشہ!

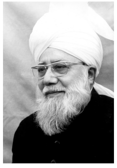

آپ نے اپنی خلافت کے دوران ایک بار بیان فرمایا کہ اُن دنوں اگرچہ آپ بطور پرنسپل تو اپنی ذمہ داریاں پوری طرح ادا کر لیتے تھے لیکن غیر معمولی جماعتی مصروفیات اور حضرت مصلح موعودؓ کے تفویض کردہ کاموں کی وجہ سے اپنی کلاس کو پورا وقت نہ دے سکتے تھے اور اسطرح پورا سلیبس ختم نہیں ہوسکتا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ دعا کے نتیجے میں اکثر اوقات ایسا ہوتا کہ آپ کو رویاء میں اس سال کا یونیورسٹی کا پرچہ نظر آ جاتا اور آپ کلاس کو بتائے بغیر ان سوالات پر مشتمل جامع نوٹس تیار کر کے چند لیکچروں میں اس مضمون کے متعلقہ حصے پڑھا لیتے اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ آپ کے مضمون میں کلاس کا نتیجہ ہمیشہ باقی مضامین سے بہتر ہوتا۔ آپ کے شاگرد صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب اس امر کے چشم دید گواہ ہیں۔ اس ضمن میں وہ اپنا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ 59-1958 کے سال غیر معمولی دینی مصروفیات کی وجہ سے آپ اپنی بی اے کی کلاس کو سیاسیات کے مضمون کا پورا کورس ختم نہ کروا سکے اور اس دوران سالانہ امتحان شروع ہوگیا۔ سیاسیات کے پرچہ سے قریباً دو روز قبل آپ نے ان کو ایک کاغذ پر تین سوالات لکھ کر بھجوائے اور ان کے جوابات بھی ٹائپ کروا کر بھجوائے اور فرمایا کہ یہ بھی پڑھ لینا اور باقی کلاس کے لڑکوں کو بھی بتا دینا۔ صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ ان میں سے ایک سوال مارشل لاء کی حکومت میں اور آئینی حکومت میں صدر مملکت کے اختیارات کے بارے بھی تھا اور 1958 کے مارشل لاء کی وجہ سے ہمارا یہ خیال تھا کہ یہ سوال تو امتحان میں بالکل نہیں آسکتا۔ بہرحال ہم نے یہ تینوں سوالات تیار کر لئے اور جب سیاسیات کا یونیورسٹی کا پرچہ آیا تو اسمیں یہ تینوں سوالات موجود تھے۔ اس موقعہ پر آپ نے ان سوالات کا کوئی پس منظر بیان نہیں کیا۔ بعد میں خلافت کے دوران ایک جلسہ کے دوران خطاب فرماتے ہوئے اس امر کا اظہار فرمایا کہ وہ پرچہ آپ کو کشفی حالت میں دکھایا گیا تھا۔

(حیاتِ ناصر جلد اول صفحہ 220)

شگفتہ شگفتہ

کیا آپ کو معلوم ہے کہ کمپیوٹر کو اردو میں شمارندہ، سافٹ ویئر کو مصنع لطیف اور ہارڈ ویئر کو مصنع کثیف کہتے ہیں؟

☆☆

کسی محفل میں میری ملاقات ایک سوگوار شخص سے ہوئی، جس کے والد کو فوت ہوئے کچھ عرصہ گزر رہا تھا۔ وہ اپنے والد کی وفات سے متعلق گفتگو کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ پورے 9 من گھی خرچ ہوا۔ اس سے میں نے اندازہ لگایا کہ شاید یہاں مُردوں کو تل کر دفن کیا جاتا ہوگا۔ لیکن بعد میں پتہ چلا کہ میرا یہ اندازہ درست نہیں تھا کیونکہ متذکرہ شخص کا 9 من گھی چہلم کی رسومات کی ادائیگی کے سلسلے میں خرچ ہوا تھا۔

☆☆

آدمی میں کم نہ ہوں گی تا حیات
خواہشاتِن، خواہشاتِن، خواہشات
جانتا ہوں دن تمہارے اور رات
چغلیاتِن، چغلیاتِن، چغلیات
محفلوں میں بیٹھ کر کرنا نہ بات
واہیاتِن، واہیاتِن، واہیات
خوب کر بیگم کی اس میں ہے نجات
تعریفتِن، تعریفتِن، تعریفات

(کرنل کریم نگری)

☆☆

مختصر بیان جانوروں کا

گدھا: یہ بڑا مشہور جانور ہے۔ گدھے سو قسم کے ہوتے ہیں۔ دو پاؤں والے اور چار پاؤں والے۔ آجکل چار پاؤں والی نسل گھٹ رہی ہے اور دو پاؤں والی نسل بڑھ رہی ہے۔

کتّا: کتا ایسا جانور ہے جسے ہمارے شہر کی کارپوریشن پالتی ہے اور مختلف علاقوں میں چھوڑ دیتی ہے۔ کارپوریشن یوں تو کچھ اور جانور بھی پالتی ہے لیکن بھونکنے والا جانور یہی ہے۔ کتابوں میں آیا ہے کہ جو کتے بھونکتے ہیں وہ کاٹتے نہیں اور کاٹنے والوں کو بھونکنے کی ضرورت نہیں۔ کتا بڑا وفادار جانور ہے اور کارپوریشن ان سے بھی بڑھ کر ان کی وفادار ہوتی ہے۔

بھینس: یہ مشہور جانور ہے۔ قد میں عقل سے تھوڑا بڑا ہوتا ہے۔ چوپایوں میں یہ واحد جانور ہے جو موسیقی سے ذوق رکھتا ہے، اسی لئے لوگ اس کے آگے بین بجاتے ہیں۔ بھینس دودھ دیتی ہے لیکن وہ کافی نہیں ہوتا، باقی دودھ گوالا دیتا ہے۔ یوں ان دونوں کے تعاون سے ہم شہریوں کا کام چلتا ہے۔

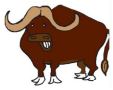

آدمی: جانوروں میں پالنے کے لئے سب سے اچھا یہی ہے۔ یہ نوکری کرتا ہے، دُکان کرتا ہے، تنخواہ لاتا ہے، بچے کھلاتا ہے، انہیں اپنی پیٹھ پر بٹھاتا ہے اور عجیب عجیب شکلیں بنا کر انہیں ہنساتا ہے۔ اپنی مادہ کی خدمت میں جتنی دَوڑ دھوپ یہ کرتا ہے کوئی اور جانور نہیں کرتا، اسی لئے اس کے سینگ غائب ہوگئے، کُھر گھس گئے اور دُم جھڑ گئی ہے۔

(ابن انشاء کی تحریر، ازاُردو کی آخری کتاب)

المنار نامہ

☆ المنار کا گزشتہ شمارہ دیکھنے کا موقع ملا، بہت خوشی ہوئی۔ 1963ء میں تعلیم الاسلام کالج میں زیر تعلیم رہا ہوں۔ 1965ء میں پائلٹ آفیسر کے طور پر ائرفورس جائن کی اور 1992ء میں وِنگ کمانڈر کے طور پر ریٹائر ہوا۔ آجکل Ottawa میں مقیم ہوں۔ مجھے بھی کالج کے سابق طلبہ کی فہرست میں شامل کر لیں۔ (محمد ذکریا داؤد ابن مکرم پروفیسر محمد ابراہیم ناصر صاحب)

☆ المنار کے سب دوستوں کو سلام۔ (آپ کی جماعت میں شامل نہیں ہوں مگر) معلومات سے پُر آپ کے المنار کا دلچسپی سے مطالعہ کرتا ہوں۔ اس کے ذریعے جماعت احمدیہ کی تاریخ سے آگاہی حاصل ہو رہی ہے۔ قریشی عبدالرشید صاحب اور بدرالزمان زاہد صاحب کو میری طرف سے سلام اور عید مبارک پہنچا دیں۔ (محمد اسلم، اسلام آباد، پاکستان)

☆ ماشاء اللہ پُرلطف اور علمی ہے، اردو زبان اور اردو ادب کا خیال رکھا جاتا ہے جس کی وجہ سے بہت باذوق رسالہ ہے۔ خصوصی بات یہی ہے کہ پڑھنا شروع کریں تو چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا۔ (نوید احمد فضل، قادیان)

☆ اکتوبر کا شمارہ نظر نواز ہوا۔ 2 گزارشات ہیں:

اوّل: تعلیم الاسلام کالج کے جھنڈے کی شبیہ جو المنار کے لئے آپ استعمال کرتے ہیں اس میں چاند کے ساتھ جو ستارہ ہے، کونوں والا ہونا چاہئے۔

دوم: کالج کے جھنڈے میں ڈرائنگ کی مدد سے بنائے ہوئے مینار کی بجائے، حقیقی شبیہ والا منارۃ المسیح ہونا چاہئے۔

مزید برآں کالج کے ایمبلم میں درست ترکیب ''**علمُ عمل**'' ہے یا ''**علم وعمل**''؟ اس بارے میں اپنے خیالات سے مستفید فرمائیں۔ (محمد شریف خان۔ فلاڈلفیا، امریکہ)

اے اِس راہ سے گزرنے والے انسان!

پرتگال کے ایک باغ کے باہر بورڈ پر جلی حروف میں یہ الفاظ لکھے ہوئے ہیں:

''اے اس راہ سے گزرنے والے انسان اس سے پہلے کہ تو مجھے کاٹنے کے لئے ہاتھ اٹھائے میری ایک بات سنتا جا۔ میں موسم سرما کی سرد راتوں کو تیرے چولہے کی آگ بن کر تیرے گھر کو گرم رکھتا ہوں، موسم گرما کی تپتی دھوپ میں تجھے اپنے سائے سے راحت پہنچاتا ہوں، میرے پھل تیرے لئے بہترین خوراک کا کام دیتے ہیں، میں تیرے گھر کی چھت کا شہتیر ہوں جس کے نیچے تو اور

تیرے بچے آرام کرتے ہیں، میں تیری میز کا تختہ ہوں جس پر بیٹھ کر تو کام کرتا ہے، میں تیرے آرام کے لئے چارپائی مہیا کرتا ہوں، تیری کلہاڑی کا دستہ بھی ہوں، تیرے گھر کا دروازہ، تیرے بچوں کا جھولا اور موت کے بعد تیری میّت کا صندوق میری لکڑی سے بنتا ہے۔ میں بنی نوع انسان کے لئے اللہ کی طرف سے ایک تحفہ ہوں اور ہر حال میں انسانوں کا دوست ہوں، میں ہوں ایک درخت! انسان کا صدیوں سے خاموش رفیق، پنگھوڑے سے لیکر گور تک انسان کا قدیم دوست، دست فطرت کا شاہکار، زمین کا زیور، ماں کا آنچل، قدرت کا ائیرکنڈیشنر۔ میں اپنا تعارف ذرا کھل کر کروائے دیتا ہوں۔ میرے حروف تہجّی (د، ر، خ، ت) سے بننے والا لفظ 'درخت' ('د' سے دوا۔ 'ر' سے رحمتِ خدا۔ 'خ' سے خوراک اور 'ت' سے توانائی) میرا اصلی رُوپ ہے۔ (بشکریہ الفضل ربوہ، 23 اگست 2013)

پہاڑوں کی دُنیا کا تعارف

(مکرم ڈاکٹر طارق احمد مرزا صاحب آسٹریلیا)

غالب نے کیا خوب کہا تھا کہ قطرہ میں دجلہ اور جزو میں کل نظر نہ آسکے تو موجودات کا نظارہ دیدۂ بینا نہیں بلکہ بچوں کا کھیل ٹھہرتا ہے۔ دیدۂ بینا رکھنے والے کے لئے تو یہ سارا عالم ایک ایسا آئینہ ابصار ہے کہ اس میں جس طرف بھی دیکھیں اس کائنات کے خالق و مالک کے دیدار کی راہ دکھائی دیتی ہے۔ مامور زمانہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب بانی جماعت احمدیہ فرماتے ہیں:

کس قدر ظاہر ہے نور اس مبدأ الانوار کا — بن رہا ہے سارا عالم آئینہ ابصار کا
ہے عجب جلوہ تری قدرت کا پیارے ہر طرف — جس طرف دیکھیں وہی رہ ہے ترے دیدار کا

مگر دیدہ بینا سے محروم ایک شاعر کی کیا بصارت اور کیا بصیرت، دونوں ہی اس مبدأ الانوار حقیقت ازل کی محض منتظر ہی رہ جاتی ہیں اور ان گنت لباسہائے مجاز میں جلوہ گر ہونے کے باوجود اس کی ذات کا دیدار کرنے سے قاصر۔ چنانچہ اپنی اس بے بسی کا بھانڈہ خود اپنے ہی الفاظ میں پھوڑے بغیر نہیں رہ سکتا اور اعتراف کر لیتا ہے کہ اس نے اپنی ''جبین بے نیاز'' میں تڑپتے ہزاروں سجدوں کی اُمید نیاز مندی پہ پانی پھیر دیا ہے۔

کبھی اے حقیقت منتظر نظر آ لباس مجاز میں — کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں مری جبین نیاز میں

اقبالؔ کو اس حقیقت ازلی کے چہرہ کی جھلک پردۂ شہود پہ جلوہ گر شکل مجاز میں نظر نہ آسکی تو اس کی ایک ہمعصر داعی الی اللہ شاعرہ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ نے (جو امام دوراں حضرت مسیح موعودؑ کی صاحبزادی تھیں) اس کی ہدایت اور رہنمائی ان الفاظ میں کرانے کی کوشش کی کہ۔

مجھے دیکھ رفعت کوہ میں، مجھے دیکھ پستیٔ کاہ میں — نہ دکھائی دوں تو یہ فکر کر، کہیں فرق ہو نہ نگاہ میں
مجھے دیکھ طالب منتظر، مجھے دیکھ شکل مجاز میں — کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں تری جبین نیاز میں

حقیقت تو یہ ہے کہ رفعت کوہ ہو یا پستی کاہ، ہر دو پہ ایک سرسری نگاہ ڈالنا بھی کئی عمریں چاہتا ہے۔ رفعت کوہ یعنی پہاڑوں کی دنیا کی عظمت کو ہی لے لیں۔ ان کے اسرار و رموز کی خاک چھانتے محققین کی کئی نسلیں گزر گئی ہیں اور ہنوز یہ جدو جہد جاری و ساری ہے۔ مندرجہ ذیل سطور میں آیات قرآنیہ کی روشنی میں پہاڑوں کی دنیا کا ایک مختصر تعارف قلمبند کرنا مقصود ہے۔ واضح رہے کہ ''رفعت کوہ'' کی اصطلاح کوئی شاعرانہ اختراع نہیں بلکہ قرآن مجید سے اخذ ہے۔

وَرَفَعۡنَا فَوۡقَهُمُ الطُّوۡرَ اور ہم نے ان پر (ان کیلئے ہی) طور کو رفعت دی (سورۃ النساء آیت ۱۵۵)
حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے نزدیک طور ہر پہاڑ کو کہا جا سکتا ہے۔ (تفسیر کبیر جلد صفحہ ۱۶۹)

پہاڑوں پہ تحقیق کی قرآنی دعوت: قرآن کریم میں متعدد مقامات میں خدا تعالیٰ نے اپنی مختلف تخلیقات ارضی و سماوی کے ساتھ پہاڑوں کی بھی تخلیق اور ان کی بناوٹ پر غور و فکر کی دعوت انسان کو دی ہے، تا اس کے نتیجہ میں اسے اپنے خالق و مالک کے وجود اور اس کی قدرتوں کا فہم و ادراک اور اس کا قرب حاصل ہو۔

''اور پہاڑوں کی طرف دیکھو کیسے انہیں نصب کر رکھا ہے۔'' (الغاشیہ: ۲۰)

اور ان کے بارہ میں ایک ایسی سائنسی حقیقت بیان کی جس کا علم بلکہ تصور تک بھی آج سے ڈیڑھ ہزار سال پہلے موجود انسانوں کو نہیں ہو سکتا تھا اور یوں قرآن مجید کے مبنی بر وحی حق ہونے کا ایک ناقابل تردید ثبوت فراہم کر دیا۔ فرمایا:

''اور تو پہاڑوں کو دیکھتا ہے اس حال میں کہ انہیں ساکن و جامد گمان کرتا ہے حالانکہ وہ بادلوں کی طرف چل رہے ہیں''۔ (النمل ۸۹)

قرآنی اصطلاح میں پہاڑوں سے مراد دنیاوی لحاظ سے بڑے لوگ بھی ہوتے ہیں اور یہ آیت کریمہ بعض ایسی ہی دیگر آیات (مثلاً سورۃ حشر آیت ۲۰) کی طرح ان پہ بھی چسپاں ہوتی ہے مگر سائنسدانوں نے بیسویں صدی عیسوی میں یہ معلوم کیا کہ جملہ براعظم جو زمین کا قرش (Continental Crust) بناتے ہیں وہ زمین کی ایسی بڑی بڑی تہوں (Tectonic Plates) کا حصہ ہیں جو لکھوکھہا سال سے متواتر سرک رہی ہیں کیونکہ ان کے نیچے تقریباً 2850 کلومیٹر گہری ایک ایسی پگھلی ہوئی گرم تہہ ہے جو زمین کے ٹھوس مرکزہ (Inner Core) کے گرداگرد ایک سیال سمندر کی مانند ہے۔ اس سیال ''بحر بے کنار'' (جسے Astheno-sphere کہتے ہیں) کے اوپر واقع پہاڑ اپنے براعظموں سمیت بادلوں کی طرح چل رہے ہیں مگر ان کی یہ حرکت اتنی خفیف ہے کہ محسوس نہیں ہوتی اور ہم انہیں ساکن و جامد ہی گمان کرتے ہیں۔ انہی Tectonic Plates میں سے دو کے آپس میں ٹکرانے سے کوہ ہمالیہ آج سے تقریباً 25 ملین برس قبل وجود میں آیا تھا جس کی بلند ترین چوٹی ماؤنٹ ایورسٹ کی بلندی میں ابھی بھی ہر سال چند ملی میٹر کا اضافہ ہو جاتا ہے کیونکہ یہ ٹکراؤ ابھی پوری طرح سے رکنے میں نہیں آیا۔ گویا کوہ ہمالیہ جیسا ضخیم پہاڑ بھی ساکن نہیں بلکہ متحرک اور ارتقاء پذیر ہے۔ سطح زمین پہ زلزلوں کی ایک وجہ آتش فشانی کے علاوہ ان ٹیکناٹک پلیٹس کی یہی حرکت بتائی جاتی ہے۔

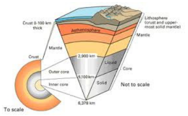

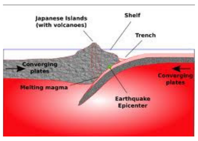

پہاڑوں کا نظام چلانے پہ فرشتے مامور ہیں: حدیث مبارکہ سے پتہ چلتا ہے کہ پہاڑوں کا باقاعدہ ایک نظام ہے جو خدا تعالیٰ نے بعض فرشتوں کے سپرد کر رکھا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب طائف کے سفر سے واپس تشریف لائے تو اپنے سفر کے حالات سنائے اور فرمایا کہ اس سفر سے واپسی پر میرے پاس پہاڑوں کا فرشتہ آیا اور کہنے لگا کہ مجھے خدا نے آپ کے پاس بھیجا ہے تا اگر ارشاد ہو تو میں یہ پہلو کے دونوں پہاڑ ان لوگوں پر پیوست کر کے ان کا خاتمہ کر دوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں نہیں مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ انہی لوگوں میں سے وہ لوگ پیدا کر دے گا جو خدائے واحد کی پرستش کریں گے۔''

(سیرت خاتم النبیین از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب صفحہ 199)

بعض پہاڑ شعائر اللہ میں سے: شعائر اللہ خدا تعالیٰ کی مقرر کردہ نشانیاں ہوتے ہیں جن کی عزت کرنا مومن کے لیے واجب اور اس کا یہ فعل دل کا تقویٰ قرار دیا جاتا ہے (الحج: 33) صفا اور مروہ ایسی دو پہاڑیاں ہیں جنہیں خدا تعالیٰ نے شعائر اللہ قرار دیا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے کہ صفا اور مروہ یقیناً شعائر اللہ میں سے ہیں۔'' (البقرہ: 159) ان کے درمیان سعی کرنا مناسک حج میں شامل ہے۔

پہاڑ اور انسان: خدا تعالیٰ نے پہاڑ انسان کے فائدہ کیلئے بنائے ہیں، قرآن کریم میں متعدد جگہ اس کا ذکر مختلف انداز میں ملتا ہے:

''اور زمین میں پہاڑ بنائے تا کہ تمہیں خوراک مہیا کریں اور اس میں ہر قسم کے چلنے والے جاندار پیدا کئے۔'' (لقمان: 11) ''اور ہم نے زمین میں پہاڑ بنائے تا کہ وہ ان کے لیے غذا فراہم کریں اور ہم نے اس میں کھلے راستے بنائے تا کہ وہ ہدایت پاویں۔'' (انبیاء: 32) ''اور اس نے زمین میں پہاڑ رکھ دیئے تا کہ تمہارے لئے کھانے کا سامان مہیا کریں اور دریا اور راستے بھی تا کہ تم ہدایت پاؤ۔ (النحل: 16)'' اور (ہم نے تمہارے لئے) وہ درخت بھی (پیدا کیا ہے) جو طور سینا سے نکلتا ہے جو اپنے اندر تیل لیکر اگتا ہے اور کھانے والوں کیلئے سالن لے کر بھی۔'' (المؤمنون 21) ''اور پہاڑوں میں بھی تمہارے لئے پناہ کی جگہیں بنائی ہیں۔'' (النحل: 82) ''اور تم پہاڑوں میں کھود کر گھر بناتے تھے۔ پس اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو۔'' (الاعراف 75) ''اور تم لوگ پہاڑ کھود کھود کر گھر بناتے ہو۔'' (الشعراء 150) ''اور وہ پہاڑوں کے بعض حصوں کو کاٹ کر امن کے ساتھ (زندگی بسر کرتے ہوئے) مکان بناتے تھے۔'' (الحجر: 83)'' اور پہاڑوں کو بھی اس نے اس (زمین) میں گاڑا ہے (یہ سب کچھ) تمہارے اور تمہارے جانوروں کے فائدہ کے لئے (اس نے کیا ہے) (النزعت: 33،24)

ایک اندازہ کے مطابق دنیا کی دس فیصد آبادی پہاڑوں میں یا ان کے قرب و جوار میں رہتی ہے۔ انسانوں اور جانوروں کے پینے اور کھیتی باڑی کا پچاس فیصد پانی پہاڑوں سے بہنے والے دریاؤں اور ندیوں سے حاصل ہوتا ہے۔ اسی طرح دنیا کے اکثر بڑے پہاڑ زمین کی گردش کے ساتھ موسموں کے بدلنے، ہواؤں کا رخ پلٹنے، مون سون کی بارشوں کا سلسلہ چلانے میں انتہائی اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ پہاڑ نہ صرف جنگلات، معدنیات اور آبی و حیاتیاتی ذخائر کے حامل بلکہ دیگر اہم اور ان گنت جغرافیائی، ماحولیاتی، تجارتی، سیاسی، تاریخی، سیاحتی اور تمدنی اہمیت کے بھی حامل ہیں۔ دنیا کی بعض قدیم ترین تہذیبیں اور قومیں آج اپنے قیام و دوام کیلئے پہاڑوں، کہساروں کی ہی مرہون منت ہیں۔ ان سب کی تفصیل کسی ایک نشست میں بیان کرنا ناممکن ہے۔ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ان مضامین کا جامع خلاصہ ایک فقرہ میں یوں بیان کر دیا کہ ''زمین کی زندگی پہاڑوں کے بغیر قطعی طور پر ناممکن ہے۔'' (تفسیر کبیر جلد ہشتم، صفحہ 476) (جاری) (ماخوذ از الفضل ربوہ 4 اکتوبر 2013ء)

یادوں کے دریچے
ذکر ایک پیارے دوست اور ایک مہربان بزرگ کا

(محمد شریف خان - امریکہ)

1957 میں سیکنڈ ایئر کے دوران دھیر کے گجرات کے مسعود احمد خان کمرہ نمبر 25 میں میرے روم میٹ ہوئے۔ مسعود احمد خان انگریزی کے مشہور استاد محترم چوہدری رحمت خان صاحب مرحوم ہیڈ ماسٹر زمیندار ہائی سکول کے صاحبزادے تھے۔ مسعود کے معصوم سے چہرے پر ہر وقت ایک خوشگوار سی مسکراہٹ کھیلتی رہتی۔ مسعود جب چھٹیوں سے واپس آتا تو ٹین کی ایک چھوٹی سی "ٹرنکی" اس کے ساتھ ہوتی جسے وہ اپنی چارپائی کے نیچے تالا لگائے رکھتا۔ اس میں سے آنے والی پنجیری کی بھینی بھینی خوشبو ہم تینوں رُوم میٹس کو اپنی طرف متوجہ کرتی، اُکساتی اور ورغلاتی رہتی۔ صبر کی بھی کوئی حد ہوتی ہے۔ اس ''ٹرنکی'' کی چابی 6 آنکھوں سے آخر کب تک چھپی رہتی۔ ایک دن جب مسعود نہانے گیا، ہم تینوں روم میٹ گھر کی بھینس کے اصلی گھی میں بھنی بادام، پستہ اور دال کی مرکب مزیدار پنجیری سے لطف اندوز ہونے میں مگن تھے کہ مسعود آ گیا! اپنی پنجیری کا حشر دیکھ کر مسکرا کر چپ رہا۔ کھسیانے ہو کر ہم نے بھی تالہ ڈال کر ٹرنکی کو وہیں رکھ دیا۔ کئی دن مسعود سے آنکھیں چراتے رہے۔ مسعود مسکراتا رہتا، ہماری دوستی مزید پکی ہوگئی۔

گرمیوں کی چھٹیوں کے لئے گھر جاتے ہوئے کتابیں، بستر اور دوسرا اتنا سامان ہوتا کہ بس کے ذریعے جانا ناممکن ہوتا، راستے میں دو بار بس کی تبدیلی کے دوران سامان کے ضائع ہونے کا اندیشہ تھا، بستر بند مہیا نہیں تھا، ہم کتابوں، کپڑوں کو بستر میں لپیٹ کر گٹھر رسیوں سے جتنا کس کر باندھتے اس اونٹ کی ہر کل ٹیڑھی ہی رہتی۔ تانگے پر جوں توں چڑھاتے، ربوہ اسٹیشن پر رات بارہ ایک بجے چک جھمرے جانے والی ماڑی انڈس پکڑنے کے لئے سرِ شام ہی پہنچ جاتے۔ چک جھمرے سے وزیر آباد گاڑی پکڑنی ہوتی، جہاں سے مسعود نے قریب ہی گجرات پہنچنا ہوتا اور مجھے اسٹیشن پر سیالکوٹ سے آنے والی بابو ٹرین کا انتظار کرنا ہوتا۔

جھمرہ پہنچتے پہنچتے بستر ڈھیلے پڑ جاتے۔ وزیر آباد کے لئے گاڑی صبح دو تین بجے دوسرے پلیٹ فارم پر آ لگتی۔ گاڑی دس منٹ ٹھہرتی، جلدی میں ہم گرتے پڑتے اپنے بستروں کو گھسیٹتے دھکیلتے گاڑی تک پہنچتے، پلیٹ فارم پر گری کتابوں کو اکھٹا کرتے، پسینے سے شرابور، حواس باختہ جونہی سیٹوں پر بیٹھتے گاڑی چل دیتی۔ صبح کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کے جھونکے رات بھر کے نیند کے ماتوں کو ہلا ر ہلار کر سلا دیتے۔ چائے گرم، لوبئ گرم، ابلے انڈے!! کا شور ہمیں ہڑ بڑا دیتا۔ سامان سمیٹ کر پلیٹ فارم پر گھسیٹ پھینکتے۔ مسعود ٹکٹ لینے جاتا، میرے لئے گکھڑ اور اپنا گجرات کا۔ عام طور پر بابو ٹرین پہلے آتی مسعود میری مدد کرتا، اور ہم مسکراتے ہوئے گلے ملتے۔ گجرات کے لئے گاڑی آنے میں ابھی آدھ گھنٹہ ہوتا، میں کھڑکی میں بیٹھا مسعود کو دیکھتا رہتا، بہت پیارا دوست تھا۔ ہم ایک دوسرے کو خط لکھتے رہتے۔

مسعود مجھے اکثر دھیر کے آنے کی دعوت دیتا رہتا۔ آخر سیکنڈ ایئر کے امتحان کے بعد چھٹیوں میں پروگرام بن گیا۔ شام تک مجھے واپس گھر پہنچنا تھا، اس دوران مسعود نے اپنے گاؤں کی سیر کرائی، اپنی زمین پر لیکر گیا۔ دوپہر کے کھانے میں سویٹ ڈش کے طور پر وہ اشتہا انگیز پنجیری شامل تھی، کھانے کے دوران مسعود کے چہرے پر وہی معصوم مسکراہٹ کھیلتی رہی اور میں نظر چُراتا رہا۔ اُس ٹرنکی والی پنجیری کا اپنا ہی مزا تھا!

میں ایف ایس سی کے بعد لاہور بی ایس سی کے لئے چلا گیا، مسعود نے ربوہ میں تعلیم جاری رکھی۔ ہماری ملاقات صرف ایک دفعہ جلسہ سالانہ پر ہوئی۔ مسعود انگلستان پی ایچ ڈی کے لئے چلا گیا۔ کچھ عرصے بعد الفضل میں مسعود کی بجلی کے جھٹکے کے حادثہ میں شہادت کی جانکاہ خبر ملی، انا للہ و انا الیہ راجعون۔ ساری رفاقتوں کی یادیں گھر آئیں کئی۔ دل ڈوبا ڈوبا سا رہا پھر الفضل میں چھپنے والا حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کا تعزیتی نوٹ ''ہمارا مسعود'' دل کو تار تار کر گیا!

مسعود مرحوم کے والدِ بزگوار مرحوم چوہدری رحمت خان صاحب اکثر ہمارے پاس ہوسٹل میں تشریف لاتے۔ بہت مشفق بزرگ تھے، وہی مسعود والی معصوم سی مسکراہٹ۔ ہم چاروں روم میٹ حضرت چوہدری صاحب کے پاس بیٹھ جاتے۔ آپ بڑے نرم انداز میں ہمیں نصائح فرماتے۔ ہوسٹل میں سست نہ ہونے کے موضوع پر بات کرتے ہوئے باتوں باتوں میں بڑے اچھوتے انداز میں louse یعنی ''جوں'' سے متعلق گفتگو میں ہمیں lousey person اور delouse کے معانی میں فرق سمجھاتے۔ چوہدری صاحب کا طرزِ تکلم ابھی تک یادوں میں رچا بسا ہے۔

محترم چودھری رحمت خاں صاحب 1899ء میں دھیر کے کلاں ضلع گجرات میں ایک معزز احمدی زمیندار گھرانے میں حضرت چوہدری خوشی محمد صاحبؓ کے ہاں پیدا ہوئے۔ 1918ء میں میٹرک کرنے کے بعد B.A. تک تعلیم حاصل کی اور زمیندار ہائی سکول گجرات کے ہیڈ ماسٹر کے طور پر ریٹائر ہوئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے آپکو 1960 میں لندن مسجد کے امام کی حیثیت سے بھجوایا۔ 1964ء کو واپس ربوہ تشریف لائے، آپ کو احمدیہ ہوسٹل لاہور کا چارج سنبھالنے کا حکم ہوا۔ یہ خدمت آپ آخر تک بجالاتے رہے۔ جس کے دوران لندن میں زیرِ تعلیم آپ کے 26 سالہ نوجوان بیٹے مسعود احمد کی شہادت بھی تھی۔ آپ نے یہ صدمہ انتہائی صبر سے برداشت کیا۔

آپ 29 جولائی 1968 کی رات حرکت قلب بند ہو جانے سے 69 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے اُسی دن کراچی تشریف لے جانا تھا لیکن محترم چودھری صاحب کے جنازہ کے لئے حضورؒ نے پروگرام تبدیل فرمالیا۔ سینکڑوں افراد نے حضورؒ کی اقتداء میں نماز جنازہ ادا کی۔ آپ کے بیٹے مسعود کے جنازہ میں اور پھر آپ کی وفات پر بھی بے شمار غیر احمدی احباب ربوہ پہنچ کر نماز جنازہ میں شامل ہوئے۔

محترم چودھری صاحب کی ساری اولاد کو بھی اللہ تعالیٰ نے مختلف حیثیتوں میں جماعتی خدمات کی توفیق عطا فرمائی۔ محترم چوہدری بشیر احمد خانصاحب جو 1974ء میں صدر عمومی ربوہ تھے اور اسیر راہ مولیٰ بھی رہے، آپ کے فرزند تھے۔ احباب سے ان دونوں باپ بیٹے کے بلندیٔ درجات کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

مرحوم بھائی کی یاد میں (چوہدری شاہد احمد، اسلام آباد)

ہمارے پیارے بڑے بھائی محترم چوہدری منوّر احمد نمّی صاحب کچھ عرصہ بیمار رہنے کے بعد 29 جون 2013 کو وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ 1961 میں پاکستان سے گلاسگو آ گئے تھے اور یوں 2013 تک نصف صدی سے زائد عرصہ آپ نے وہاں گزارا۔ تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں تعلیم کے دوران بین الکلیاتی مباحثوں میں نمائندگی کر کے آپ کو اپنی مادرِ علمی کا نام روشن کرنے کا خوب موقع ملا۔ یہاں آ کر گلاسگو میں مختلف جماعتی عہدوں پر بھی خدمت کی توفیق پائی۔

1964 میں پہلی دفعہ گلاسگو سے پاکستان آئے تو اپنے محبوب پرنسپل سیّدی حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کی رہائش گاہ پر حاضر ہو کر سفید رنگ کا مفلر بطور تحفہ آپ کی خدمت میں پیش کیا، جسے آپ نے بخوشی قبول فرمایا۔ اپنے ہیڈ ماسٹر مکرم میاں محمد ابراہیم جمونی صاحب سے بھی بطور خاص ملنے کے لئے گئے اور سکول کی لائبریری کے لئے بڑے سائز کا ایک اٹلس پیش کیا۔ آپ میں قربانی کا جذبہ بہت تھا۔ اپنے ضرورتمند دوستوں کو خاموشی سے کچھ نہ کچھ رقم بھجواتے رہتے تھے۔ اپنے طالب علمی کے زمانے میں ایک کلاس فیلو کو دیکھا کہ سخت جاڑے میں صرف ایک سویٹر پہنے ہوئے ہے تو اپنا گرم کوٹ اسے دے دیا۔ امی جان نے پوچھا اتنی سردی میں ٹھٹھرتے کیوں پھر رہے ہو؟ جب بتایا تو امی جان نے کہا تم نے بہت اچھا کیا، اللہ تمہیں اپنے فضلوں سے نوازے گا اور بہت دے گا۔ والدہ کی یہ بات حرفاً حرفاً پوری ہوئی۔

جلسہ سالانہ امریکہ پر ہمیں ان کی وفات کی خبر ملی تو مکرم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا مغفور احمد صاحب (نائب امیر جماعت امریکہ)، مکرم مولانا نسیم مہدی صاحب اور مکرم مولانا اظہر حنیف صاحب نے خاکسار سے دلی تعزیت کا اظہار کیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے خاکسار کے خط کے جواب میں تحریر فرمایا: اللہ تعالیٰ مرحوم سے مغفرت کا سلوک فرمائے، درجات بلند کرے اور انہیں جنت الفردوس میں جگہ دے۔ اللہ آپ سب کو حوصلہ عطا فرمائے اور ہمیشہ اپنی رضا کی راہوں پر چلائے اور آپ کا حامی و ناصر ہو آمین۔ میری طرف سے گھر میں سب کو تعزیت کا پیغام پہنچا دیں۔

یہ تو نہیں کہتا کہ ہمارے پیارے بھائی اتنی جلدی کیوں چلے گئے مگر یہ اندازہ نہ تھا کہ اتنی تیزی سے چلے جائیں گے۔

سونپا ہے تمہیں خالق و مالک کی اماں میں   سوئے ہو یہاں آنکھ کُھلے باغِ جناں میں

ذرّوں کی کہانی-آصف کی زبانی

اور نوبل انعام مل گیا!

(آصف علی پرویز)

دوست: کچھ سنا آپ نے! پروفیسر Higgs اور پروفیسر Englert کو مشترکہ طور پر 2013ء کا نوبل انعام پیش کیا گیا ہے۔ یاد رہے کہ میں نے پچھلی گفتگو جو المنار کے ستمبر کے شمارہ میں شائع ہوئی تھی کہا تھا کہ انہیں نوبل انعام ملے گا۔

آصف: آپ کی بات یقیناً سچ نکلی لیکن اتنا بھی نجومی ہونے کا دعویٰ نہ کریں۔ یہ تحقیق ہی اتنی عظیم ہے کہ ہر کس وناکس کو اندازہ تھا کہ انہیں ضرور نوبل انعام ملے گا۔

دوست: کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ ان دونوں پروفیسر حضرات کا آپ مختصر سا تعارف کرا دیں تا کہ ہمارے قارئین بھی ان کے بارے میں مزید جان سکیں۔

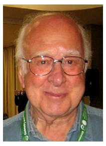

آصف: یہ بہت اچھا خیال ہے۔ پروفیسر Higgs برطانیہ کے شہر New Castle میں پیدا ہوئے۔ جنگ عظیم دوم کی وجہ سے آپ نے ابتدائی تعلیم گھر پر ہی حاصل کی۔ تاہم آپ نے سکول کی تعلیم Bristol سے مکمل کی۔ 17 برس کی عمر میں آپ نے لندن کے مشہور Kings College سے سائنس میں اعلیٰ تعلیم حاصل کی اور 1954ء میں Ph.D کی ڈگری لی۔

دوست: کیا یہ وہی مشہور کالج ہے جہاں سے حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیرسٹری کی ڈگری حاصل کی تھی؟

آصف: جی ہاں۔ تحدیث نعمت کے طور پر ذکر کردوں کہ جب میں لندن پڑھنے کیلئے آیا تو میں نے بھی اسی کالج سے کمپیوٹر کی اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔

دوست: Ph.D کرنے کے بعد Dr. Higgs نے تحقیق کا کام کہاں سے شروع کیا؟

آصف: کچھ عرصہ کیلئے انہوں نے ایڈنبرا یونیورسٹی میں کام کیا۔ اس کے بعد وہ لندن کے مشہور امپیریل کالج Imperial College میں بطور Senior Research Fellow آ گئے۔

دوست: یہ وہی کالج ہے نا جہاں اُس وقت پروفیسر عبد السلام صاحب بطور صدر شعبہ تھیوریٹیکل فزکس (Chair Theoretical Physics) کام کر رہے تھے۔

آصف: بالکل یہ وہی کالج ہے اور عین لندن کے مرکز میں واقع ہے۔ پروفیسر عبد السلام صاحب کے آنے سے پہلے یہ کالج انجینئرنگ Engineering کی تعلیم کیلئے مشہور تھا لیکن یہاں بنیادی تحقیقی کام بہت ہوتا تھا جس کا مرکز اس وقت کیمبرج تھا۔ اسلئے لوگ ازراہ تفنن اسے ''لوہاروں کا کالج'' کہتے تھے۔ تاہم پروفیسر عبد السلام صاحب کے آنے کے بعد فزکس کی تحقیق کیلئے بڑے بڑے سائنسدان یہاں آ گئے اور ان میں سے ایک پروفیسر Higgs بھی تھے۔

دوست: کیا یہی وہ زمانہ تھا جب پروفیسر Higgs نے ''خدائی ذرہ'' یعنی Higgs Boson پر تحقیق شروع کی؟

آصف: میں اس بارے میں کوئی حتمی بات تو نہیں کرسکتا لیکن کوئی بعید نہیں کہ اپنی تحقیق کے دوران انہیں اس کا خیال آیا ہو اور عین ممکن ہے کہ انہوں نے پروفیسر عبد السلام صاحب سے بھی اس موضوع پر گفتگو کی ہو کیونکہ دونوں صاحبان کا تحقیقی میدان یہی تھا۔

اگر آپ پروفیسر عبد السلام صاحب کے تحقیقی مقالہ جات کا مطالعہ کریں تو جا بجا آپ کو Higgs Boson کا ذکر ملے گا۔ کچھ عرصہ لندن میں کام کرنے کے بعد آپ مستقل ایڈنبرا یونیورسٹی میں چلے گئے اور 1980ء میں آپ اس یونیورسٹی کے صدر شعبہ تھیوریٹیکل فزکس (Chair Theoretical Physics) مقرر کئے گئے۔ 1983ء میں آپ کو رائل سوسائٹی کا فیلو (Fellow of Royal Society) بنایا گیا جو ایک بہت بڑا اعزاز ہے۔

دوست: پروفیسر عبد السلام بھی تو FRS یعنی Fellow of Royal Society تھے۔

آصف: آپ نے بالکل صحیح کہا۔ بلکہ آپ اپنے وقت میں سب سے کم عمر تھے جو اس سوسائٹی کے فیلو بنے۔ دوران تحقیق پروفیسر Higgs کو بہت سارے انعامات سے نوازا گیا۔ 1996ء میں آپ اپنے عہدے سے ریٹائر ہوئے لیکن آپ کو تا حیات پروفیسر (Emeritus Professor) کا اعزاز عطا کیا گیا۔ اِس وقت آپ کی عمر تقریباً 84 برس ہے۔

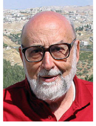

دوست: اب آپ پروفیسر Froncois Baron Englert کے بارے میں کچھ بتایئے جنہوں نے یہ نوبل انعام حاصل کیا ہے۔

آصف: پروفیسر Englert بلجیم کے شہری ہیں۔ آپ اس وقت University Libre De Bruxelles میں تا حیات پروفیسر ہیں۔ دوران تحقیق آپ نے تھیوریٹیکل فزکس (Theoretical Physics) کی مختلف شاخوں میں کام کیا ہے۔ آپ کے کاموں کو سراہتے ہوئے آپ کو بہت سے بین الاقوامی انعامات سے نوازا گیا ہے۔ آپ کی عمر اس وقت تقریباً 81 برس ہے۔

دوست: آپ نے گزشتہ سے پیوستہ ملاقات میں کالج کے سابق طلباء کی مثال دیکر Higgs Boson کا تعارف کروایا تھا اور میں یہ سمجھ گیا تھا کہ اس ذرہ کا کمیت یعنی وزن کے اظہار میں بنیادی عمل دخل ہے۔ ہاں کیا آپ نے مکرم ومحترم ڈاکٹر ناصر احمد صاحب پرویز پروازی کا مکتوب پڑھا ہے جو اکتوبر 2013ء کی اشاعت میں شامل ہے۔

آصف: ایک طفلِ مکتب کے طور پر میرے لئے یہ بہت بڑا اعزاز ہے کہ استاذی المکرم محترم پروازی صاحب نے ازراہ شفقت عاجز کا سائنسی مضمون محبت اور شوق سے پڑھا ورنہ ان کا میدان تو لطف و مزاح اور نرم ونازک تحریریں اور شعر لکھنا ہے۔

دوست: یہ تو آپ مان ہی لیجئے کہ انہوں نے کیسا الفاظ کو ذو معنی بنا کر ''مردانہ'' وار جواب لکھا ہے!

آصف: واقعی یہ صحیح ہے ورنہ اس قحط الرجال میں ایسا ''زمرد'' کہاں ملتا ہے کہ جس کے قہقہے کی گونج ٹورنٹو سے اُڑ کر لندن میں میرے کانوں میں رس گھول رہی ہے۔ اللہ کرے کہ ان کے تبصرے میری ہمت اور بڑھاتے ہیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ مجھے خوب یاد ہے کہ 1966ء میں مجھے اپنا پہلا مضمون بعنوان ''علامہ اقبال کی خودی'' کے بارے میں آپ کے ارشاد پر کلاس کو پڑھ کر سنانے کا موقعہ ملا اور آپ نے ہمت افزائی کی۔

دوست: اچھا! اب بھولی بسری یادوں سے باہر نکلیں اور مجھے یہ بتائیں کہ ذروں کے خاندان میں Higgs Boson کی کیا حیثیت ہے؟

آصف: ذروں کے خاندان کو سائنس دانوں نے ایک چارٹ کی شکل میں پیش کیا ہے جس کا نام Standard Model رکھا گیا ہے۔ اس میں بہت سارے ذرے ایک خاص حساب کتاب سے ترتیب دیئے گئے ہیں۔

دوست: کیا آپ مجھے اس چارٹ کی کچھ تفصیل بتا سکتے ہیں؟

آصف: چونکہ میں نے ابھی ان میں سے بعض ذروں کا تعارف نہیں کرایا اس لئے اگر میں یہ چارٹ بتا بھی دوں تو آپ کے پلے کچھ ہی پڑے گا۔ اس لئے فی الحال اتنا کہہ دینا ہی کافی ہے کہ اس چارٹ کی ترتیب وتخلیق میں پروفیسر عبد السلام صاحب کا بہت بڑا ہاتھ ہے۔ اس چارٹ میں بعض ذرے یعنی گلوآن (Gluon) فوٹان (Photon) الیکٹران (Electron) اور نیوٹرینو (Neutrino) ہیں جن کا ذکر میں آپ سے پچھلی گفتگو میں کر چکا ہوں اب Higgs Boson کے آنے کے بعد یہ چارٹ بڑی حد تک مکمل ہو گیا ہے۔

دوست: تو گویا اس چارٹ کو اب مکمل ہی سمجھا جائے۔

آصف: یہ کہنا بہت مشکل ہے۔ جس تیزی سے اس میدان میں تحقیق ہو رہی ہے کوئی بعید نہیں کہ ذروں کا مزید کوئی خاندان مل جائے!

دوست: مجھے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ شعر یاد آ رہا ہے۔

کیا عجب تونے ہر اک ذرہ میں رکھے ہیں خواص   کون پڑھ سکتا ہے سارا دفتر ان اسرار کا

آصف: حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ کلام بالکل برحق ہے اور سائنسدانوں کیلئے بہت بڑا چیلنج۔

دوست: یہ بتائیں کہ Higgs Boson کو عملی صورت میں کیونکر ڈھونڈ نکالا گیا؟

آصف: ذروں پر تحقیق کیلئے یورپ کے بہت سے ممالک نے مشترکہ خرچ کے ساتھ ایک لیبارٹری بنائی جو جنیوا میں واقع ہے اور اس کا نام Cern ہے۔ یہ دنیا کی سب سے بڑی لیبارٹری ہے جو ذرات کو روشنی کی

رفتار کے برابر تیز کرتی ہے۔ یہ زمین میں سو میٹر کی گہرائی پر واقع ہے۔ یہ گول شکل کی ہے اور اس کے دائرے کا محیط (Circumfrance) ستائیس کلومیٹر ہے۔

دوست: اتنی زیادہ گہرائی میں جا کر اس لیبارٹری کو بنانے کی کیا ضرورت تھی؟ کیا زمین پر جگہ تھوڑی ہوگئی تھی!

آصف: نہیں یہ ایسا نہیں ہے۔ گہرائی میں اس لئے جانا پڑا تا کہ سورج اور دوسرے ستاروں سے آنے والی کاسمک شعاؤں (Cosmic Rays) کے اثر سے بچا جا سکے۔ اتنی گہرائی پر جانے سے Cosmic Rays کو زمین روک لیتی ہے چنانچہ جب اس تجربہ گاہ میں ذروں کو پھاڑا جاتا ہے اور پھر "پیچیدہ حساب کتاب" کیا جاتا ہے تو باہر سے آنے والی شعاؤں کا اثر زائل ہوجاتا ہے۔

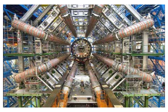

دوست: ٹھہریں! یہ بات تو میرے سر کے اوپر سے گزر رہی ہے۔ کسی سادہ مثال سے اس "حساب کتاب" کی وضاحت کریں۔

آصف: آپ تو سنوکر (Snooker) کے اچھے کھلاڑی ہیں۔ چلیئے میں اس کی مثال سے ہی "حساب کتاب" کی وضاحت کرتا ہوں لیکن پہلے آپ یہ بتائیں کہ یہ کھیل کس طرح کھیلا جاتا ہے؟

دوست: (خوش ہوکر) اب آپ نے کام کی بات کی ہے۔ اس میں ایک بڑی میز ہوتی ہے جس میں چھ سوراخ (Pockets) ہوتے ہیں۔ میز کے وسط میں مختلف رنگوں کے گیند جیسے سیاہ، نیلا، پیلا، سرخ وغیرہ رکھے جاتے ہیں۔ کھلاڑی ایک ڈنڈے سے سفید گیند کو ان گیندوں سے ٹکراتا ہے اور مختلف رنگوں کے گیند ایک خاص ترتیب سے ان سوراخوں میں پھینکے جاتے ہیں اور یوں مختلف نمبر ملتے ہیں۔ اس میں دو کھلاڑی کھیلتے ہیں۔ جو زیادہ نمبر لیکر تمام گیندوں کو سوراخوں میں ڈال دے وہ جیت جاتا ہے۔

آصف: یہ تو مجھے لگتا ہے کہ "کیرم بورڈ" کی طرح کی کھیل ہے جو ہم کالج کے زمانہ میں ہوسٹل میں کھیلا کرتے تھے۔

دوست: بالکل بالکل! اس سے تو تعلیم الاسلام کالج کے سابقہ طلباء خوب واقف ہوں گے۔

آصف: مجھے یاد ہے کہ "کیرم بورڈ" میں تو ہم بڑے اندازے سے سٹرائیکر Striker سے ہٹ لگاتے تھے، سنوکر میں بھی ایسا ہی ہوتا ہوگا۔

دوست: سنوکر اس سے بھی زیادہ پیچیدہ ہے۔ اس میں کس زور سے سفید گیند کو ہٹ لگائی جائے، کس زاویہ پر لگائی جائے اور پھر کتنی Spin دی جائے ان سب باتوں کا بہت بہت خیال رکھنا پڑتا ہے۔

آصف: آپ کی دلچسپی کیلئے میں کیوں نہ بتاؤں کہ اوپر بیان کردہ تمام باتوں کا حساب سے گہرا تعلق ہے اور بڑے پیچیدہ فارمولے ان گیندوں کی حرکت کو کنٹرول کرتے ہیں۔

دوست: آپ کہتے ہیں تو میں مان لیتا ہوں ورنہ آپ کو تو علم ہی ہے کہ دوران تعلیم حساب (Mathematics) سے میں دور ہی بھاگتا تھا۔ لیکن اس کھیل کا Cern کی لیبارٹری سے کیا تعلق ہے؟

آصف: بس یوں سمجھیں کہ Cern میں کئی ہزار سائنسدان ذروں کے ساتھ بھی Snooker ہی کھیلتے ہیں۔

دوست: (حیران ہوکر) میں آپ کی بات بالکل نہیں سمجھا۔ ذرا وضاحت کریں۔

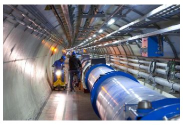

آصف: آپ کی Snooker کی میز تو بشکل دس فٹ لمبائی کی ہوگی۔ Cern کی لیبارٹری کا گول چکر جیسا میں نے بتایا ہے 27 کلومیٹر کا ہے۔ اس میں ایک 27 کلومیٹر پر گولائی میں جاتی ہوئی ٹیوب ہے جس میں سے ہوا کو مکمل طور پر نکال دیا جاتا ہے۔ اس میں جگہ جگہ بڑے بڑے مقناطیس لگے ہوئے ہیں جو پروٹان ذروں کو تیزی سے گردش دیتے ہیں یہاں تک کہ ان کی رفتار تقریباً روشنی کی رفتار کے لگ بھگ ہوجاتی ہے اور یوں پروٹان ذرے روشنی کی رفتار سے اس ٹیوب میں دوڑتے ہیں۔ 30 مارچ 2010ء کو روشنی کی رفتار سے دوڑتے ہوئے دو پروٹان Proton کے ذروں کی لہر (Beam) کو باہمی طور پر ٹکرایا گیا۔

دوست: کیا یہ ایسا ہی ہے جیسے سنوکر کی کھیل میں سفید گیند کو دوسرے گیندوں سے ٹکرایا جاتا ہے؟

آصف: بالکل ایسا ہی سمجھیے لیکن پروٹان اس وقت انتہائی طور پر طاقتور تھے یعنی سائنس کی زبان میں ان کی طاقت 305 Trillion Electron Volt تھی۔ سادہ الفاظ میں یہ اس طاقت کے ہم پلہ تھی جو بڑے دھماکے (Big Bang) کے وقت اللہ تعالیٰ کی تقدیر نے پیدا کی اور جس سے بالآخر کائنات معرض وجود میں آئی۔

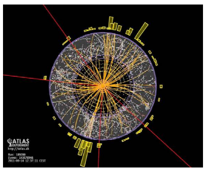

دوست: چلیئے! دو پروٹانوں کی (9Beam) کی ٹکر ہوگئی پھر کیا ہوا؟

آصف: اس ٹکر کے نتیجہ میں بہت سارے ذرے پیدا ہوئے۔ ان ذروں کی طاقت بہت زیادہ تھی۔ لیکن چونکہ یہ ذرے آنکھ سے نظر نہیں آسکتے اسلئے ان ذروں کی انتہائی حساس کیمروں کے ذریعے ان کی راستوں Tracks کی تصاویر بنائی گئیں۔ جیسا کہ اس تصویر میں دکھایا گیا ہے

دوست: مجھے تو یہ بہت ہی پیچیدہ Track نظر آتے ہیں۔

آصف: تقریباً دس ہزار سائنسدانوں نے ایک سال کا عرصہ ان Tracks کو سمجھنے اور انکا تجزیہ کرنے میں لگایا۔ ہر ٹریک کسی ذرے کی نشاندہی کرتا ہے اور بالآخر ان Tracks کا تجزیہ کرنے کے بعد Higgs Boson ذرے کی دریافت کا اعلان کیا گیا۔

دوست: واقعی یہ تو بڑا ہی پیچیدہ "حساب کتاب" ہوگا جس کا اب مجھے کچھ کچھ اندازہ ہورہا ہے۔

آصف: شکر ہے کہ آپ کو کچھ تو سمجھ آئی۔ اگرچہ Professor Higgs نے حسابی طور پر اس ذرے کو آج سے قریباً پچاس برس قبل دریافت کیا تھا لیکن تجرباتی طور پر یہ اب ہی ممکن ہوسکا۔ سائنسدانوں نے اندازہ لگایا ہے کہ جو معلومات انہوں نے اب تک اکٹھی کی ہیں یا آئندہ کریں گے تو مزید کئی اور ذروں کا پتہ چل سکے گا اور بالآخر وہ تخلیق کائنات کے رازوں کو بہتر طور پر سمجھنے کے قابل ہوسکیں گے۔

دوست: مجھے تو قرآن مجید کی یہ آیت یاد آرہی ہے:

اِنَّ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَاخۡتِلَافِ الَّیۡلِ وَالنَّہَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الۡاَلۡبَابِ ﴿۱۹۰﴾

ترجمہ: یقیناً آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات اور دن کے ادلنے بدلنے میں صاحب عقل لوگوں کیلئے نشانیاں ہیں۔ (سورۃ آل عمران آیت ۱۹۱)

آصف: یقیناً یہ آیت کریمہ ان عظیم الشان نشانات کے بارے میں آگاہ فرمارہی ہے جس کا کچھ حد تک ادراک اب سائنسدان حاصل کررہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان نشانات پر غور کرنے کی توفیق بخشے تا کہ ہم بھی اولوالالباب میں شامل ہوسکیں۔ آمین۔ اللھم آمین۔

المنار ایڈیٹوریل بورڈ 72-1971ء

کرسیوں میں: (بائیں سے دائیں) بصیر حئی، فہیم، چوہدری محمد علی صاحب، پروفیسر سعود خان، راجا ناصر

کھڑے ہوئے: (بائیں سے دائیں) باری ملک، ناصر، بشیر محمود مرزا، تنویر ملک، ظہیر خان اور احمد